احمدی اور غیر احمدی جلسوں میں فرق
اشاعت قرآن، تعمیر بیوت الذکر کے منصوبے اور
جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کروانے کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸/ اگست ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ (فاطر: ۹-۱۱)

اور پھر فرمایا:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ وہ شخص جس کو اس کا عمل حسین

دکھائی دیتا ہو یا بعض ایسے عوامل کی وجہ سے جن کو وہ جانتا نہیں اسے حسین کر کے دکھایا جا رہا ہو، اس کا کیا حال ہوگا ۔فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے گمراہ قرار دے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ہدایت عطا فرماتا ہے ۔ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ایسے لوگوں کے متعلق ان کے بدانجام کا تصور کر کے یا ان کے مکروہ اعمال پر نظر کرتے ہوئے، ایسا نہ ہو کہ تیرا دل حسرتوں میں مبتلا ہو جائے، ایسا نہ ہو کہ حسرتوں سے تیرا دل ہاتھ سے جاتا رہے۔اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کاروں سے جن میں وہ مبتلا ہیں ، جو گندے کام وہ کرتے ہیں خوب واقف ہے۔ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ اللہ تو وہ ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا جو بادلوں کو اٹھائے لئے پھرتی تھیں اور اس سے مردہ زمینوں کو سیراب فرمایا۔ فَسُقْنٰهُ میں ضمیر خدا تعالیٰ نے اپنی طرف پھیر دی حالانکہ پہلے غائب میں ذکر ہو رہا تھا جہاں غیر معمولی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو نمایاں کر کے دکھانا ہو وہاں ضمیروں کی تبدیلی وہ کام کر دکھاتی ہے جو عام ایک ہی نہج پر ضمیروں کا استعمال نہیں کر سکتا۔تو فرمایا وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ دیکھو وہ خدا جو ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بادلوں کو اٹھائے لئے پھرتی ہیں۔فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ ہم نے ان بھیگی ہوئی ہواؤں سے مردہ زمینوں کو سیراب فرمایا۔فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور زمین کو موت کے بعد زندہ کردیا ۔ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ اسی طرح احیاء نو کا نظام جاری ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اگر کوئی عزت چاہتا ہے تو تمام عزت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ پاکیزہ کلام اسی کی طرف رفع کرتا ہے، اسی کی طرف بلند ہوتا ہے۔وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ اور نیک کام کو بلندی بخشنے والا اور خدا تک پہنچانے والا نیک عمل ہوتا ہے۔وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وہ لوگ جو گندے کام کر رہے ہیں ان کے لئے ایک شدید عذاب مقدر ہے۔ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ اور جہاں تک ان کے مکروں کا تعلق ہے وہ بالکل باطل اور بے نتیجہ ثابت ہوں گے۔

ابھی حال ہی میں وہ نیا سال جو جولائی سے شروع ہوا ہے، اس نئے سال کے پہلے مہینہ میں

انگلستان میں دو انٹرنیشنل کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ایک جماعت احمدیہ کی طرف سے اور ایک جماعت احمدیہ کے معاندین اور مخالفین کی طرف سے۔دونوں میں جہاں تک نیتوں اور مقاصد کا تعلق تھا دونوں کے مقاصد بظاہر نہایت نیک اور بلند پرواز تھے۔اللہ اور رسولؐ کی محبت کے نام پر یہ دونوں جلسے کئے گئے۔اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض دفعہ جب دونوں ارادے یا دونوں ادعا کہنا چاہئے ایک جیسے ہوں یعنی ایک کا عمل بھی بظاہر حسین اس کو نظر آ رہا ہو اور دوسرے کا عمل بھی اس کو حسین نظر آ رہا ہو تو بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عمل تو حسین نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت عمل حسین نہیں ہوتا۔ایسی صورت میں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گمراہ قرار دے دے اور ان کے لئے کوئی اور عاقبت مقدر نہیں ہوسکتی۔جو لوگ بدی کریں نیک کاموں پر، نیک ناموں پر، نیک ادعا لے کر اور سمجھ رہے ہوں کہ وہ بہت ہی حسین کام کر رہے ہیں ان کی ہلاکت خدا تعالیٰ کے نزدیک یقینی ہے اور اتنی یقینی کہ جب اس کی خبر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو دی گئی تو ساتھ ہی بڑے پیار اور محبت سے یہ فرمایا کہ اس خبر کے نتیجہ میں تیرا دل غموں سے گھلنے نہ لگے، اس قدر حسرت تیرے دل سے اٹھے گی یہ خبر سن کے کہ ڈر ہے کہ دل ہاتھ سے جاتا رہے۔ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ۔پر ایسا نہ کرنا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ایسے لوگ جو غلط فہمیوں میں مبتلا ہو کر بدیاں کرتے ہیں اور بدیوں کا نام حسین رکھ دیتے ہیں اور بعض دفعہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں، ان کے کاموں سے خدا تعالیٰ واقف ہے اور وہی ان کو جزا دے گا وہی ان کے نتیجے پیدا فرمائے گا۔

یہ دعویٰ ہے تو بہت عظیم اور نفسیات کا ایک گہرا نکتہ بیان فرما رہا ہے اور روزمرہ کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک خطرے کی گھنٹی بھی بجاتا ہے۔ہر دعویٰ کرنے والا کہ میں نیک عمل کر رہا ہوں، وہ جب اس بات کو سنتا ہے تو اس کا دل خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے، خطرات محسوس کرنے لگتا ہے۔سوچتا ہے کہ کہیں خدانخواستہ میں تو ان لوگوں میں سے نہیں۔نیک ارادے کرنے والے ہر قسم کے لوگ دنیا میں موجود ہیں، اپنے عمل کو اچھا دیکھنے والے ہر قسم کے موجود ہیں تو پھر تفریق کیا ہوگی؟ کیا اس دنیا میں کوئی اطمینان کی صورت نہیں ہے کہ ایک اچھے عمل والا یقینی طور پر کہہ سکے کہ ہاں میرے عمل اچھے ہیں اور خدا کی نظر میں اچھے ہیں اور ایک بداعمال والا معلوم کر سکے اگر ایسا کوئی نظام مقرر نہ ہو تو یہ آیت تو سوائے اس کے کہ خطرے کی گھنٹیاں بجائے اور

ہر ایک کو ہول میں مبتلا کر دے اس کا اور کوئی بھی نتیجہ پیدا نہیں ہوسکتا۔اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی اس طبعی طور پر اٹھنے والے سوال کا جواب دے دیا اور معاملے کو اس طرح کھول دیا ہے کہ اس کے بعد کسی شک کی کوئی دور کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ہر وہ شخص جو اپنے اعمال کو حسین دیکھ رہا ہو اس کے لئے ساتھ ہی کسوٹی رکھ دی کہ اگر تم خطرہ محسوس کرتے ہو کہ کہیں ان لوگوں میں تو نہیں جو حسین تو دیکھتے ہیں اپنے اعمال کو لیکن خدا کی نظر انہیں بد دیکھ رہی ہوتی ہے تو یہ کسوٹی ہے، اس کو دیکھو وَاللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وہ لوگ جو اللہ کی خاطر نیک اعمال کرتے ہیں جو خدا کے نام پر نکلتے ہیں اور واقعۃً وہ خدا کے نام پر نکل رہے ہوتے ہیں۔ وہ تو زندگی بخش لوگ ہوتے ہیں۔وہ تو ایسے رحمت کے بادلوں کی طرح پھرتے ہیں دنیا میں جو زندگیاں برساتے پھرتے ہیں۔ مردوں کو حیات نو عطا کر دیتے ہیں اور ان سے فضل اور رحمت جاری ہوتی ہے نہ کہ ظلم اور ہلاکت اور تعدی اور موت کی دھمکیاں۔

ان دونوں پہلوؤں سے جب ہم موازنہ کرتے ہیں ان کارروائیوں کا جو خدا کے نام پر منعقد کرنے والے عظیم انٹرنیشنل اجلاسات میں کی گئیں تو بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اللہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناموس کے نام پر جو انٹرنیشنل کانفرنس پاکستان سے اور بعض دیگر ممالک سے آنے والے علماء نے کی اس کی رپورٹ میں نے کل ہی مطالعہ کی ہے۔ اول سے آخر تک نہایت گندے مغلظات ہیں۔ان کی ریکارڈنگ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اتنا گند بولا گیا ہے کہ وہ لاہور یا بعض دوسرے شہروں کے گندے علاقے جن کی بدزبانی مشہور ہے وہ بھی شاید اس کلام کو سن کر شرما جائیں جو خدا اور رسول کے نام پر آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے منبروں پر چڑھ کے بولا گیا ہے۔ اور رپورٹ یہ ہے اور اس رپورٹ کی تصدیق اس ریکارڈنگ سے ہوتی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے کہ جتنی گندی گالیاں دینے والا مولوی آیا اتنی ہی زیادہ اس کی واہ واہ ہوئی، اتنے ہی زیادہ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے یعنی گندی گالیوں کے نام پر اللہ کی تکبیر بلند ہو رہی ہے۔ خبیثانہ الزامات کے نتیجہ میں خدا یاد آ رہا ہے۔ یہ کیا مذہب ہے اور جو اس مذہب کو حسین بنا کے حسین سمجھ رہا ہے اس بے چارے کے اوپر سوائے اس کے کہ ہمارے دل میں حسرتیں پیدا ہوں اور اس کے لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے اور ہر تقریر کا آخری مدعا یہ تھا کہ ہر احمدی کو ہم ہلاک کر دیں گے اور لیڈر سے لے کے نام لے کر چھوٹے سے چھوٹے

آدمی کو ایک ایک کو ہم خاک میں ملا دیں گے یہ ہمارا ادعا ہے اور یہی ہمیں اسلام سکھاتا ہے۔

اب اپنے جلسہ کی طرف آئیں تو آپ کو یاد ہے اس کی تاثیرات ابھی تک آپ کے دلوں میں رس گھول رہی ہیں۔ کس طرح اللہ کے ذکر بلند ہوئے، کس طرح حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی عظمت کے گیت گائے گئے، آپ کے پیار اور محبت کی باتیں ہوئیں کس طرح قرآن اور اسلام کے عشق میں جماعت احمدیہ جو خدمتیں سرانجام دے رہی ہے ان کے ذکر چلے۔ عجیب بادۂ عرفان تھی جو ان تین دنوں میں بٹتی رہی اور جماعت احمدیہ کے وہ ممبران جو دور دراز سے وہاں شامل ہونے کے لئے آئے ہر ایک نے یہ محسوس کیا کہ اس سے بہتر نہ اس کے پیسے کی قیمت مل سکتی تھی نہ اس کے وقت کی قیمت مل سکتی تھی اور پروگرام یہ بیان ہوئے کہ ہم ساری دنیا کو زندگی بخشنے کے لئے آئے ہیں۔ ساری دنیا کو حیات نو عطا کرنا ہمارے مقاصد میں سے اولین مقصد ہے اور اسی پروگرام کو لے کر ہم دنیا کے کونے کونے میں جائیں گے اور دنیا کے کونے کونے میں مردہ قوموں کو اسلام کے حیات بخش جام پلا پلا کے زندہ کریں گے۔ یہ ہمارے پروگرام کا خلاصہ تھا۔ تو جب میں نے موازنہ کرنا شروع کیا تو یہ آیات میرے سامنے ابھر آئیں۔ یوں معلوم ہوا جیسے آج میرے دل میں جو سوال پیدا ہو رہے تھے ان کا جواب چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو عطا فرما دیا تھا اور اتنا یقینی اور قطعی جواب تھا کہ جسے پڑھ کر کوئی وہم کا شائبہ بھی دل میں باقی نہیں رہتا، کوئی ابہام باقی رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ اللہ تو زندگی بخش ہے، اللہ کی طرف سے آنے والے تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے نہ کہ یہ کہ ہم زندوں کو مردہ کر دیں گے۔ ہر محنت ان کی الٹ گئی ہے، ہر ادّعا غلط ہو گیا ہے۔

کل ہی ہمارے ایک بھائی بتا رہے تھے کہ جب 74ء میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کے نتیجہ میں چراغاں کیا گیا تو کراچی کی ایک بہت معزز شخصیت کے پاس علماء کا ایک وفد گیا کہ آپ چراغاں نہیں کر رہے، کیا بات ہے؟ دور نزدیک ہر جگہ چراغاں ہو رہا ہے اور آپ کے گھر پہ ہم کوئی چراغاں نہیں دیکھتے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ تم کس طرح یہ سوال لے کے میرے پاس آئے ہو؟ کیا اس خوشی میں چراغاں کروں کہ ایک کروڑ مسلمان غیر مسلم ہو گئے ہیں۔ مجھے اپنا ایک مسلمان بنایا ہوا بتا دو تو میں چراغاں کرنے کے لئے تیار ہوں، کتنے ظالم لوگ ہو تم یہ خوشخبری لے کے

میرے پاس آئے ہو کہ آج یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وہ ایک کروڑ مسلمان جو کل تک مسلمان تھے، آج سے غیر مسلم ہو گئے ہیں اور اس خوشی میں مجھے چراغاں کرنے کے لئے کہتے ہو۔ سر پھینک کے وہ لوگ واپس چلے گئے۔ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ (البقرہ:۲۵۹) والی کیفیت ان کی ہوئی۔ لیکن افسوس کہ ان کو اس حقیقت کی سمجھ نہ آسکی۔

آنحضرت ﷺ کے نام پر اگر یہ ادّعا کرتے کہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور صرف ہمیں اگر مردہ سمجھتے ہیں تو یہ چاہئے تھا کہ احمدی مردوں کو بھی زندہ کریں گے اور غیر مسلم مردے جتنے بھی دنیا میں دکھائی دیتے ہیں ہم اس حیات بخش پیغام یعنی اسلام کے ذریعہ ان کو زندہ کرتے چلے جائیں گے۔ تو پھر اس آیت کی رو سے ہم ان پر حرف نہیں رکھ سکتے تھے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ دعویٰ سچا ہوتا یا جھوٹا ہوتا، کس حد تک ان کے اس دعویٰ میں سچائی تھی۔ اس کا فیصلہ اسی نے کرنا ہے جو فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ لیکن ظاہری طور پر ہمیں حق نہ رہتا کہ ہم ان پر انگلی رکھ سکیں۔ لیکن وہ تو اس کے برعکس دعویٰ لے کر اٹھے ہیں اور اگر پھر بھی اپنے عمل کو حسین دیکھتے ہیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سوائے اس کے کہ ہم ان پر حسرتیں کریں۔ اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں۔

اور نہایت ہی غلیظ زبان استعمال کی گئی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اور بزرگان سلسلہ کے متعلق، حضرت ام المومنین کے متعلق، خواتین کے متعلق۔ کوئی حیا کوئی شرم قریب تک نہیں پھٹکی تھی ان لوگوں کے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم نے بے عزتی کر دی، دیکھو گالیوں کے ذریعہ ہم نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ اس سوال کا جواب اس سے اگلی آیت میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا تمہارے ہاتھ میں عزتیں کہاں سے آگئیں، تمہارے ہاتھ میں تو اپنی عزتیں بھی نہیں، جب چاہے خدا تمہیں ذلیل و رسوا کر سکتا ہے۔ تم دنیا میں عزتیں بانٹنے والے کہاں سے نکلے ہو یا عزتیں چھیننے والے کہاں سے نکلے ہو۔ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا عزت صرف خدا ہی کے ہاتھ میں ہے اور ساری عزتیں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ فرمایا صرف نیک کلام سے خدا تعالیٰ راضی ہو کر عزتیں نہیں بخش سکتا محض بلند بانگ دعاوی کسی کو رفعتیں عطا نہیں کر سکتے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ ہر پاک کلام اسی کی طرف بلند ہوتا ہے لیکن وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ نیک اعمال سے طاقت پا کر وہ بلند ہوتا ہے اس کے بغیر اڑ ہی نہیں سکتا۔ وہ پتنگ جو کیسے ہی مہارت

سے بنائی گئی ہوا گر ہوا ہی نہ چل رہی ہو، ساکن ہو سب کچھ تو بالکل نہیں اڑسکتی۔ وہ جہاز جو بالکل مکمل ہو ہر پہلو سے لیکن نہ اس میں جیٹ کی طاقت کام کر رہی ہو نہ اس کے پنکھے ہوں ہوا تیز چلانے والے تو نہیں اڑ سکے گا خواہ کیسا ہی کامل ہو۔ تو ڈیزائن سے یا صنعت سے زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ زندگی پیدا کرنے کے لئے کوئی اور صورت ہونی چاہئے۔

چنانچہ روحانی زندگی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محض بلند اور شاندار پروگرام پیش کرنے سے زندگی نہیں ملے گی ،جب تم عزتیں نہیں پاؤ گے آسمان پر، تمہارا نام آسمان تک بلند نہیں ہو سکتا وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ عمل صالح کرو گے تو پھر تمہارے نام آسمان تک پہنچیں گے اور آسمان کے روشن ستاروں میں تم شمار کئے جاؤ گے۔ اس پہلو سے بھی ان کے بلند بانگ دعاوی کی حقیقت سامنے آ گئی، ان کی عزتوں کی یا ذلتوں کی باتیں کرنے کی حقیقت سامنے آ گئی۔ اور ان تین آیات میں ان کے پروگراموں اور ان کے حالات کا ہمارے پروگراموں اور ہمارے حالات سے ایک مکمل موازنہ ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی دے دی۔ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کو اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں شدید عذاب ملے گا، ہوسکتا ہے بعض لوگ کہیں کہ ملے گا تو ہمیں کیا یا ہمیں اس کی بھی تکلیف ہے۔ ہمیں تو اس بات کا تعلق ہے کہ جو ہمارے متعلق وہ شرارتیں کر رہے ہیں ان کا کیا ہو گا۔ اس کا جواب ساتھ ہی فرمایا وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ہم تمہیں ضمانت دیتے ہیں کہ ان کے سارے مکر تمہارے متعلق باطل اور بے نتیجہ ثابت ہوں گے اور ہرگز ان کو کوئی پھل نہیں لگے گا۔

تو جس جماعت کے ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں چودہ سو سال پہلے محفوظ کر دیئے ہوں، جس کے نقوش نقطہ بنقطہ، مو بمو قرآن کریم کی چند آیات میں موجود ہوں۔ جس کے خطرات کے جواب بھی ہوں، جس کی امیدوں کے لئے یقین دہانیاں بھی ہوں، جس کے دشمنوں کے نقشے بھی کھینچے گئے ہوں اور انکی لازماً انجام کار ناکامی کی تحدی کے ساتھ خبریں دے دی گئی ہوں، اس سے جماعت کو کیا خطرہ ہے۔ صرف ایک بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ ان تمام آیات کا مرکزی نقطہ عمل صالح ہے۔ اگر ہم اپنے عمل صالح میں ترقی کریں گے اپنے اعمال کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں گے تو یہ سارے وعدے ہمارے حق میں پورے ہونگے اور ہمارے پاس یقین دہانی کی وجہ ہوگی کہ ہاں ہم ہی

وہ جماعت ہیں جس کا بڑے پیار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے غلاموں کے زمرہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اس پہلو سے جو سال نو کے پروگرام ہیں وہ تو بہت تفصیلی ہیں اور انشاء اللہ جماعت کو وقتاً فوقتاً دیئے بھی جاتے رہیں گے اور پہلے بھی بہت سے حصے کھول کر بیان ہو چکے ہیں۔ جس قسم کے کام ہم پچھلے سال کرتے رہے ہیں اسی قسم کے کام ہم نے اب بھی کرنے ہیں۔ پہلے سے زیادہ شدت سے کرنے ہیں، پہلے سے زیادہ اخلاص اور محبت سے کرنے ہیں، پہلے سے زیادہ ذمہ داری کے احساس سے کرنے ہیں، پہلے سے زیادہ دعائیں کرتے ہوئے وہ کام کرنے ہیں۔ ان میں تین چار ایسے بنیادی کام ہیں جن کی طرف میں آپ کو آج توجہ دلا دیتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال میں سب سے زیادہ زور ہم ان باتوں پر اس سال دیں گے۔

اول اشاعت قرآن کریم، کیونکہ اشاعت قرآن کریم میں عالم اسلام عالم عیسائیت سے بہت ہی پیچھے رہ گیا ہے اور جب بھی نظر پڑتی ہے اس موازنہ پر تو شرم سے دل کٹنے لگتا ہے۔ کروڑ ہا کروڑ مسلمان موجود ہو اور خدا تعالیٰ نے دولت کی ریل پیل کر دی ہو بعض ممالک میں اور قرآن کریم کی اشاعت سے غافل ہوں۔ تو قرآن کریم کی اشاعت کا کام بھی ہم نے سنبھالنا ہے۔

مساجد کو ایسے ملکوں میں بنانا جہاں پہلے اس سے خدا تعالیٰ کی توحید کے گیت نہیں گائے جاتے رہے، جہاں پہلے اذانیں بلند نہیں ہوئیں۔ تو دراصل یہ ان کے منفی کردار کا ایک مثبت جواب ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے۔ قرآن کریم کی اشاعت پر وہ جتنی پابندیاں لگا رہے ہیں خود نہ کرنے کے باوجود دوسروں کو بھی روک رہے ہیں۔ اس کا ایک ہی جواب ہے جماعت احمدیہ کے پاس کہ پہلے سے کئی گنا زیادہ مضبوط ارادوں اور مخلصانہ اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اور تمام تر ایثار اور قربانی کے ساتھ اشاعت قرآن کریم کی طرف توجہ دیں اور پچھلے سال جو خدمت کی توفیق ملی ہے اس سے زیادہ اس سال خدمت کرنے کا عزم لے کر اس سال کو شروع کریں اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر خدمت کی توفیق ملے گی۔

دوسرا مساجد کے متعلق بھی ایک ایسا پروگرام ہے جو جماعت کا ہمیشہ سے جاری ہے لیکن اس پروگرام میں ان کے منفی رویہ کو بھی ایک دخل ہے۔ انہوں نے مساجد پر حملہ کرنا شروع کیا ہے۔ قرآن کے بعد مساجد پر حملہ ہے، ہر اسلام کی بنیاد پر حملہ ہے۔ اس لئے اس کے مقابل پر ہم مساجد کو انشاء اللہ

تعالیٰ مزید وسعتیں دیں گے۔ گزشتہ سال بھی مساجد کی توسیع اور مساجد کی تعمیر کا سال تھا یہ سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس پہلو سے اس کام کو آگے بڑھانے کا سال ہوگا اور مساجد کے ساتھ مشنز ہیں ۔بعض خدا کے فضل سے بہت عظیم الشان مشنز خدا تعالیٰ نے پچھلے سال بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ امسال بھی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا تو ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ بالکل نئے ممالک میں جہاں پہلے مشن اور مساجد قائم نہیں تھیں وہاں انشاء اللہ تعالیٰ مشن اور مساجد کی تعمیر کی کوشش کی جائے گی۔

تیسرا دعوت الی اللہ ہے۔اس میں ابھی تک ہم خواہش کے مطابق داعیین الی اللہ پیدا نہیں کر سکے تو یہ سال اس پہلو سے دعوت الی اللہ پر زور دینے کا سال ہونا چاہئے اور چوتھا جو نیا پروگرام ہے یہ تین پروگرام پہلے سے چل رہے ہیں۔

چوتھا جو نیا پروگرام ہے۔وہ ہے تو بہت ہی پرانا لیکن وہ عام طریق پر جاری ہے، غیر معمولی شدت اور قوت کے ساتھ اسے ہم نے گزشتہ سال میں اپنایا نہیں، وہ ہے سیرت کے جلسوں کو فروغ دینا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت ہی سے دنیا نے نجات پانی ہے۔اگر صرف قرآن کریم کا پیغام ہم دیں اور ساتھ سیرت کا نمونہ پیش نہ کریں تو وہ پیغام نامکمل ہوگا، آدھا ہوگا۔ ہے تو مکمل لیکن انسان زندہ انسانوں کے ساتھ رابطے میں آکر ایک پہلو سے وہ آدھا نظر آتا ہے۔وہ پیغام جو مکمل ہو اور اسے مکمل طور پر عمل کے سانچے میں ڈھالنے والے وجود نہ ہوں اس پہلو سے وہ آدھا رہ جاتا ہے کہ پروگرام تو بہت اچھا ہے لیکن واقعۃً انسانوں کی زندگی پر اثر انداز ہو بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ واقعۃً انسان اس قابل ہیں بھی کہ نہیں کہ اس کے متحمل ہو سکیں، اس پروگرام کو اپنے اعمال میں جاری کریں، اپنی سیرت میں ڈھالیں، یہ ممکن ہے کہ نہیں۔اس کے لئے ایک عملی نمونہ کی ضرورت ہے اور قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں وہ نمونہ ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ سیرت کے جلسوں پر اس سال غیر معمولی زور دینا ہے اور قرآن کریم کی اشاعت کے ساتھ یہ مضمون ایسا ایک ازلی ابدی رابطہ رکھتا ہے کہ پوری طرح بات مکمل ہو جائے گی اور جو آیت میں نے پڑھی ہے اس آیت کی ایک تصویر ہم کھینچ دیں گے۔یعنی اس کی تفسیر کی ایک تصویر کھینچ رہے ہوں گے دنیا میں ۔فرماتا ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ قرآن کریم کی اشاعت کلام طیب کی اشاعت ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سیرت کے مضمون کو شہرت دینا اور دنیا میں پھیلانا اس عمل صالح ہی کی ایک تصویر کھینچنا ہے جس سے کلام طیب میں جان پڑ جاتی ہے۔ایک فرض

حقیقت کے روپ میں آجاتا ہے، ایک تصور حقیقت کے روپ میں آجاتا ہے۔ یہ وہ کام ہے جو ہم نے اس سال غیر معمولی طور پر کرنا ہے اور اس سلسلہ میں ہمارے دوسرے بہت سے مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔

جب ہم سیرت پہ زور دیں گے تو جہاں جہاں احمدی سیرت کے مضمون تیار کریں گے یا سیرت کے مضمون سنیں گے، خود بخود طبعی طور پر ان کے نفس اپنے حالات سے اس سیرت کا موازنہ بھی کرتے رہیں گے۔ اس لئے تربیت کا اس سے بہتر اور کوئی پروگرام جماعت کے لئے ممکن نہیں ہے اور اس کے علاوہ رسول اکرم ﷺ سے بار بار محبت کے جوش اٹھنے کے نتیجہ میں جب سیرت کا مضمون سنتے ہیں تو محبت تو ہر جگہ ہوتی ہے اس میں ایک نیا ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات تو ایسی ایسی بڑی لہریں اٹھتی ہیں کہ جو سارے وجود کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ اس وقت جو درود آپ کے منہ سے نکلیں گے اس کے نتیجہ میں اللہ اور اس کے فرشتے جو درود بھیجیں گے ساری جماعت پر ان کی غیر معمولی برکتیں ہمیں نصیب ہوں گی۔ اس لئے قرآن کریم کی اشاعت کے ساتھ میں نے غور کے بعد اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق یہ فیصلہ کیا ہے کہ سیرت کے مضمون کو باندھ کر ساری دنیا میں اس کو پھیلایا جائے۔

اس ضمن میں مجھے خیال آیا کہ قرآن کریم کی آیت کتنی کامل اور کتنی حیرت انگیز وسعتیں رکھتی ہے کہ یہ سارے نقشے جو آج ہم کھینچ رہے ہیں یہ سارے پہلے ہی حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیئے تھے، اس کی تصویریں قرآن کریم نے پہلے سے کھینچ رکھی ہیں اور یہ موازنہ مکمل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی محبت میں ان کا ادّعا آج یہ ہے کہ اس محبت کے نتیجہ میں ان لوگوں کو قتل کروان کی جانیں لے لو اور ہمارا ادّعا یہ ہے کہ اس محبت کے نتیجہ میں لوگوں کو زندہ کرو اور آنحضرت ﷺ کی حیات بخش سیرت کو دنیا میں پھیلا دو۔ تو دیکھیں کتنی تفصیل کے ساتھ ہمارا عمل حسن ایک حقیقی عمل حسن ہے اور کس تفصیل کے ساتھ ان کا بظاہر عمل حسن ایک عمل قبیح ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو رد کرے گا اور اس کے نیک نتائج کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے۔ کڑوی بیل کو کڑوے پھل ہی لگتے ہیں۔

اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں نہ صرف یہ خبر دی یہ مضمون بیان فرما دیا تفصیل سے کہ کس طرح تم یقین کے مقام پہ کھڑے ہو سکتے ہو کہ تمہارے اعمال درست ہیں اور حسین ہیں اور خدا کی نظر میں حسین ہیں اور نتیجہ خیز ثابت ہوں گے وہاں یہ بھی بتا دیا کہ ان نیک اعمال کے نتیجہ میں وہ لوگ جلیں

گے اور حسد میں مبتلا ہوں گے اور مکروہ منصوبے بنائیں گے اور تم پر حملہ آور ہوں گے، ہم تمہیں یہ خبر بھی ساتھ دیتے ہیں وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ کہ یقیناً ان کے مکر ضائع جائیں گے اور باطل ثابت ہوں گے، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ان میں کوئی نتیجہ خیزی نہیں۔ شرارتیں ہوں گی فساد ہوں گے دکھ دیئے جائیں گے۔ مگر اپنے آخری مقصد میں ناکام ہوں گے۔ یہ مراد ہے یبور کی۔ ورنہ مکر کے کچھ اثرات تو پڑتے ہیں۔ اس لئے مکر کے نتیجہ میں جو کچھ دکھ پہنچے گا جماعت کو اس کے لئے صبر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور ہمت عطا فرمائے اور خدا کی خاطر ان دکھوں کو برداشت کرنے کی توفیق ملے۔ مگر جہاں تک جماعت کی ترقی کا تعلق ہے لازماً اور قطعی طور پر ان کے سارے منصوبے نامراد ثابت ہوں گے اور جماعت سے ان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

پس میں آپ کو اس نیک پروگرام کی طرف بلاتے ہوئے دوبارہ اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ آپ اسلام کا زندگی بخش پیغام لے کر دنیا میں نکلنے والے ہیں، آپ اسلام کی مئے عرفان بانٹنے والے ہیں، آپ مردہ دلوں کو ایک حیات نو بخشنے والے ہیں۔ آپ مردہ زمینوں کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں اس لئے کہ آپ وہ بادل ہیں جو آج دنیا میں مردہ زمینوں کو زندہ کرنے کے لئے خدا کی پاک ہواؤں نے چلائے ہیں۔ بادلوں کی طرح رحمت بن کر دنیا پہ برستے رہیں اور اس رحمت کا اس سے بہتر کوئی تعارف نہیں ہو سکتا کہ قرآن ایک ہاتھ میں ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت آپ کی جان آپ کی زندگی آپ کے وجود کے انگ انگ میں گھلی ہوئی ہو اور اس طرح عمل صالح کے ساتھ اپنے نیک پیغام کو اور نیک کلام کو رفعتیں عطا کرتے رہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

سیرت کے مضمون کے سلسلہ میں ایک بات کہنی بھول گیا تھا، اب مجھے یاد آئی کہ ہم نے مغربی مفکرین کے اعتراضات مرتب کر لئے ہیں۔ یہ کام جاری ہے اور بھی ہوتے رہیں گے اور خیال یہ ہے کہ ان سیرت کے جلسوں میں جہاں تک مغربی دنیا کا تعلق ہے ان اعتراضات کو بھی پیش نظر رکھ کر ان کے اچھے جواب تیار ہونے چاہیں اور ہر ملک میں الگ الگ کوشش ہوتی رہے مثلاً فرانس کی جماعت خصوصاً فرانس کے مستشرقین کے گندے اعتراضات کو پیش نظر رکھ کر وہاں ان کے جواب دے سیرت کے جلسوں میں اور انگلستان کی جماعت انگریز مستشرقین کے سوالات کو یا اعتراضات کو پیش نظر رکھے خصوصیت کے

ساتھ، اسی طرح جرمن ہیں، ڈچ ہیں، امریکن ہیں، جتنے مستشرقین ہیں کہیں انہوں نے کھلی کھلی خباثت کا اظہار کیا ہے، کہیں دبی دبی خباثت کا اظہار کیا ہے، کبھی کبھی میٹھے میں کڑواہٹ لپیٹ کر پیش کی ہوئی ہے تو جہاں تک ہمارے پاس یہ اعتراض مرتب ہو چکے ہیں ان کو چھپوا کے یا فوٹو سٹیٹ نکلوا کر بڑی بڑی جماعتوں میں تقسیم کرا دیئے جائیں گے تا کہ مختلف اہل علم کے سپرد کر کے سال بھر کے پروگرام میں ضروری نہیں کہ اکٹھا ایک ہی دفعہ ہو مختلف جتنے بھی جلسے ہوں گے ان میں کوئی نہ کوئی اعتراض لے کر ان کا مؤثر جواب ہو اور جو جواب تیار کیا جائے وہ پہلے ایک مرکزی کمیٹی کو دکھا لیا جائے جو مبلغ یا مربی کے زیر نگرانی ہوگی یا امیر جماعت کی زیر نگرانی ہوگی اور وہ اپنے دوسرے ماہرین کی کمیٹی میں ان کو دیکھیں اور اس میں مزید اصلاح کریں، خامیوں کو دور کریں اور پھر وہ تقریر یا پڑھی جائے یا زبانی کی جائے جیسی بھی صورت ہو اور باقی جگہ دنیا میں اگر کوئی ایسے اعتراض یا غلط فہمیاں ہیں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ذات سے متعلق جو زیادہ تر مقامی حالات سے تعلق رکھتی ہیں تو ان کا ذکر ضروری ہے اور ان کا موثر جواب ضروری ہے۔

اب چند جنازوں کا اعلان کرنا ہے، یہ جنازہ غائب پڑھے جائیں گے۔ جنت بی بی صاحبہ اہلیہ قاری غلام یاسین صاحب دارالنصر ربوہ 94 سال ان کی عمر تھی اور بذریعہ خط 1905ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ داؤد احمد صاحب ظفر دبئ کے والد صاحب ان کا نام نہیں لکھا ہوا انہوں نے غالباً یہی لکھا ہوگا کہ میرے والد وفات پاگئے ہیں ان کے لئے نماز جنازہ غائب پڑھی جائے۔ مکرم ملک عبدالکریم صاحب تر گڑی ضلع گوجرانوالہ یہ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر جو قادیان کے درویش ہیں ان کے والد تھے۔ مستری محمد حسین صاحب درویش قادیان میاں غلام احمد صاحب زرگر کے چھوٹے بھائی تھے۔ بشیر احمد خاں صاحب یہ مکرم محبوب عالم صاحب نیلا گنبد لاہور کے بیٹے تھے اور ہمارے مولوی جلال الدین صاحب شمس کے صاحبزادے صلاح الدین شمس جو ڈاکٹر ہیں امریکہ میں ان کے خسر تھے۔ رانا عبدالرحیم خان صاحب چک 68 ضلع فیصل آباد، شریف احمد خان صاحب سکوارڈن لیڈر ریٹائرڈ کرنل مبارک احمد صاحب کے بھائی، مکرمہ روشن بخت صاحبہ عبدالعلی صاحب ایڈووکیٹ کی بیٹی تھیں۔ مکرم منیر احمد صاحب امریکہ، نیاز محمد صاحب کے بیٹے تھے یہ ہسپتال میں داخل ہوئے تھے آپریشن ہونا تھا۔ گلٹیاں تھیں کچھ ایسی غالباً کینسر کی تھیں تو ان کی وفات کی بھی اطلاع ملی ہے۔ بہر حال ان سب کی نماز جنازہ غائب جمعہ کی نماز کے معاً بعد ہوگی۔